SHABANA PERVEEN
Asst. Professor, Dept. of URDU
Vaishali Mahila College, Hajipur (B.B.A, Bihar University, Muzaffarpur)

B.A (H) Part II PAPER -IV

TOPIC:DASTANON KE ZAWAL KE ASBAB

داستانوں کا زوال کے اسباب

شمالی ہند میں داستانون کا دور دورہ تقریباً ایک صدی تک رہا۔ بیسویں صدی کے نصفِ آخر میں ناولوں کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ نذیر احمد نے پہلا ناول لکھ کر داستان کے خاتمہ کا اشارہ کر دیا۔ داستان کے زوال کے اسباب بہت واضح ہیں۔

جب ہندستان میں انگریزوں کی حکومت ہوئی اور انگریزی تعلیم کا رواج ہوا تو قوم کو مغربی علوم اور مغربی خیالات سے واقفیت ہوئی۔ سائنس نے توہمات کا قلع قمع کیا۔ اسی دور میں ہماری شاعری میں اصلاح کی جانب قدم اُٹھائے گئے اور آزؔاد و حالؔی نے نیچرل شاعری کی وکالت کی۔ اصلاح کا یہ نزلہ کسی حد تک نثر پر بھی پڑا۔ جس طرح لاہور کی انجمن پنجاب تحریک نے بالخصوص شاعری سے سروکار رکھا اسی طرح علی گڑھ تحریک نے اپنے اظہار کے لئے نثر کا جامہ پسند کیا۔ سرسیّد نے مذہب، فلسفہ اور معاشرے میں سے روایت پرستی اور تنگ نظری کو ختم کر کے تعقل پسندی اور پیروی مغرب کا چلن چلایا۔ سرسیّد کو علمی و اصلاحی مضامین لکھنے کی ضرورت ہوئی تو انہیں سیدھے سادے سائنٹفک اسلوب سے کام لینا پڑا اور اردو میں مضمون نویسی کا آغاز ہو گیا۔

نذؔیر، حالؔی شبؔلی اور آزؔاد بھی میدان میں کود پڑے اور اردو کے دامن کو تاریخ، تنقید، سوانح اور ادب کے شاہکاروں سے بھر دیا۔ اِس علمی رجحان نے داستانوں کو بے کار اور متروک قرار دے دیا۔ آخر ذہن بیدار ہو چکے تھے۔

اب ایسے ادب کی ضرورت پیش آئی جو غم خوار ہو، ہمدرد ہو۔ ناولوں میں زندگی کے سچے عکس نظر آئے۔ ان کے کردار ایران و ترکستان کے نہ تھے۔ ان میں قرونِ وسطیٰ کے رومان نہیں تھے۔ ان میں اپنے سماج اور آس پاس کی شخصیتیں تھیں۔ جانے پہچانے کردار اور جانے پہچانے مسائل تھے۔ یہ زندگی کی ہر منزل، ہر پریشانی میں کامیاب و کامران نہیں ہوتے تھے۔ انہیں دنیا کے غموں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ نذیر احمد نے قدیم تہذیب کی خوبیوں پر لکچر دیے۔ سرشار نے نوابوں کا مذاق اُڑایا۔ اہلِ مغرب سے مقابلہ کر کے جدید معاشرت کی برتری دکھائی۔ انیسویں صدی کے آخر میں سیاسی بیداری نے لوگوں کو سرگرم کر دیا۔ شہروں میں زندگی مصروف ہو گئی۔ فرصت کسے کہ طویل داستانیں پڑھ سکے۔ اب کسے دماغ کہ امیر حمزہ یا بوستان خیال پڑھ سکے۔ ایسے حضرات بڑی مشکل سے ملتے جو داستان پڑھنا چاہتے ہوں۔ عام قاری نے داستانون کے بجائے بازاری ناولوں کو ترجیح دینا شروع کر دیا۔ بیسیوں صدی کے ذہن کو داستانیں مضحکہ خیز نظر آتی ہیں۔ ان کی اہمیت آثار قدیمہ کی سی ہے۔ یہ ہمارے ماضی کا ورثہ ہیں، ہم انہیں بطور یادگار محفوظ رکھتے ہیں۔

اِس اکائی میں ہم نے اردو کی ایک اہم ادبی صنف داستان کی تعریف، فن، اہمیت اور ارتقا پر نظر ڈالی ہے۔ اور بتایا ہے کہ داستان تفریح طبع اور دل بہلانے کے لئے لکھی گئی صنف ہے جس میں کہانی کے پیرائے میں مثالی ہیرو اور رفقا کے کارنامے رزم و بزم اور حسن و عشق کی باتیں اور محیرالعقول واقعات ایک قابلِ لحاظ طوالت اور زبان و بیان کی لطافت کا خیال رکھتے ہوئے اِس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ زمانی و مکانی دوری کے احساس کے ساتھ ساتھ دلچسپی بھی برقرار رہے۔ داستان کا پلاٹ پیچیدہ، طویل اور قصہ در قصہ ہوتا ہے۔ مافوق الفطری کردار اور فوق فطری واقعات بھی لازمی جز و سمجھے جاتے ہیں۔ حسن و عشق کے ذریعہ داستان میں رنگینی اور دلکشی پیدا کی جاتی ہے۔

اردو میں داستانوں کا دور ''مثنوی پدم راؤ کدم راؤ'' سے شروع ہوتا ہے جو ۸۶۵ھ میں لکھی گئی۔ دکن میں مشہور منظوم داستانیں ''قطب مشتری''، ''پھول بن'' اور ''طوطی نامہ'' وغیرہ لکھی گئیں تو نثر میں ''سب رس'' نے بھی لازوال شہرت حاصل کی۔ شمالی ہند میں داستانوں کی ابتدا نثری طور پر عیسوی خاں بہادر کے ''قصہ مہر افروز دلبر'' سے ہوتی ہے جبکہ بعد میں نوطرز مرصع، فسانۂ عجائب، باغ و بہار اور رانی کیتکی کی کہانی جیسی داستانیں ایک نئی تاریخ رقم کرتی ہیں۔ نثری داستانوں میں شمالی ہند کو دو ایسی مثنویاں ملیں جنھوں نے اردو ادب میں ایک دائمی مقام حاصل کرلیا۔ میری مراد مثنوی ''سحرالبیان'' اور ''گلزار نسیم'' سے ہے جو اپنے اپنے رنگ اور اسلوب میں یکتا اور منفرد مثنویاں ہیں۔

انگریزی، سائنس اور مغربی علوم کی ترویج، سیاسی مصروفیات، وقت کی کمی، ذہنی بیداری وہ اہم اسباب ہیں جنھوں نے داستان کو زوال عطا کیا اور ''ناول'' کو مقبولیت بخشا۔ داستانیں اپنے عہد کی زبان، اسلوب، تہذیب و معاشرت کا مرقع ہیں اور اسی وجہ سے ہمارے ماضی کا قیمتی اَثاثہ بن کر محفوظ ہیں۔

توقع کی جاتی ہے کہ اِس اکائی میں داستان کی تعریف، ارتقا اور زوال کے تعلق سے جن نکات کی نشاندہی کی گئی ہے ان کی تفہیم آسان ہوگی اور خود طلبہ بھی اپنے طور پر اِس اکائی سے متعلق مزید معلومات حاصل کریں گے۔